# جاوید احمد غامدی

## سیاق وسباق کے آئینہ میں (چھٹی قسط)

مولانا فضل محمد یوسف زئی

### جاوید احمد غامدی کی قرآن فہمی

جاوید احمد غامدی صاحب جس طرح مجتہد بن کر نیا دین متعارف کرار ہے ہیں، فقہاءِ امت اور مفسرین ملت کی جس طرح تغلیط وتردید کررہے ہیں، اس کی تھوڑی سی جھلک سابقہ اوراق میں ناظرین نے ملاحظہ فرمالی۔ اب غامدی صاحب نے قرآن کریم کی آیات کے تراجم اور مطالب میں جو غلطیاں کی ہیں، ناظرین انہیں بھی ایک نظر دیکھ لیں اور غور سے پڑھ لیں۔ اور پھر فیصلہ کریں کہ آیا غامدی صاحب واقعی علامہ اور مجتہد ہیں یا علمی میدان میں بے علمی کا شکار ہیں۔ قرآن کریم کی آیات کے تراجم اور مطالب میں یہ غلطیاں ایسی ہیں کہ اگر غامدی صاحب نے دانستہ طور پر ان کا ارتکاب کیا ہے تو یہ سراسر تحریف قرآن اور موصوف محرفِ قرآن کہلائیں گے اور اگر غیر دانستہ اور غیر ارادی طور پر اس کا ارتکاب ہوا ہے تو پھر معلوم ہوتا ہے کہ آنجناب غافل اور بے علم ہیں۔

میں اس بات کا اعتراف کرتا ہوں کہ جناب غامدی صاحب کا قلم اور قلم کی کاٹ، مقالہ نگاری اور تحقیق کی گہرائی بہت زیادہ ہے، مگر نہ معلوم یہ کس فتنہ کا شکار ہوگیا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کے پیش رو اور ان کے محبوب استاد امین احسن اصلاحی صاحب نے ان کو اسی طرح سبق پڑھایا ہے۔

امین احسن اصلاحی صاحب کی زکوٰۃ سے متعلق ایک کتاب ہے، جس کا نام ''مسئلہ تملیک'' ہے۔ اسی کے نقش قدم پر قدم بقدم غامدی صاحب کے قدم پڑتے ہیں، البتہ بعض مقامات پر غامدی صاحب کے قدم اپنے استاد امین احسن اصلاحی صاحب سے آگے بڑھ جاتے ہیں، تو لیجئے! قرآن عظیم کی آیات کے تراجم اور مطالب بتانے میں غامدی صاحب نے جو غلطیاں کی ہیں، ان پر غور فرمائیں۔ یہ حوالہ جات اور عبارات پروفیسر مولانا محمد رفیق صاحب کی کتاب ''غامدی مذہب کیا ہے؟'' صفحہ: ۴۸، تاریخ اشاعت، ستمبر ۱۹۹۸ء سے لیے گئے ہیں، تبصرہ راقم الحروف کا ہے:

**سورۃ اللہب:** '' تَبَّتْ یَدَا أَبِیْ لَہَبٍ وَّتَبَّ۔'' کا ترجمہ غامدی صاحب نے یہ کیا ہے کہ: ''ابولہب کے

بازو ٹوٹ گئے‘‘۔ پھر اس کی غلط تفسیر میں کہتے ہیں یعنی اس کے اعوان وانصار ہلاک ہوگئے۔ (البیان:۲۶۰)

**سورۂ اخلاص:** سورۂ اخلاص میں ’’**قل هو الله أحد**‘‘ کا ترجمہ کیا ہے: ’’وہ اللہ سب سے الگ ہے‘‘۔

**سورۂ فیل:** ’’**أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحَابِ الْفِيلِ ، أَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِي تَضْلِيلٍ ، وَّأَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا أَبَابِيلَ ، تَرْمِيهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيلٍ ، فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّأْكُولٍ**۔‘‘

سورۃ الفیل کی آیات میں بسم اللہ سے آخر تک غلطیوں سے بھرا ہوا ترجمہ ملاحظہ ہو:

’’اللہ کے نام سے جو سراسر رحمت ہے، جس کی شفقت ابدی ہے، تو نے دیکھا نہیں کہ تیرے پروردگار نے ہاتھی والوں سے کیا کیا؟ ان کی چال کیا اس نے اکارت نہیں کردی؟ اور ان پر جھنڈ کے جھنڈ پرندے مسلط نہیں کر دیئے؟ (اس طرح کہ) تو پکی ہوئی مٹی کے پتھر انہیں مار رہا تھا اور اس نے انہیں کھایا ہوا بھوسا بنا دیا۔‘‘ (البیان:۲۳۹)

**تبصرہ:** اس ترجمے میں سب سے پہلے ’’**اَلرَّحِيْم**‘‘ کا ترجمہ علامہ صاحب نے یہ کیا ہے: ’’جس کی رحمت ابدی ہے‘‘۔ ’’**اَلرَّحِيْم**‘‘ کا یہ ترجمہ غلط ہے۔ اس کا ترجمہ ’’نہایت رحم والا‘‘ ہے جو عام تراجم میں بھی ہے۔

اس کے بعد سورۂ فیل کی آیت:۳ کا ترجمہ اس طرح کیا ہے: ’’تو پکی ہوئی مٹی کے پتھر اُنہیں مار رہا تھا۔‘‘

یہ ترجمہ بھی عجیب ہے۔ معلوم نہیں جنوں میں کیا کیا لکھ رہا ہے۔ پتھر خود کس طرح مار رہا تھا؟ چونکہ غامدی کے ذہن میں ان آیات کی تفسیر کے حوالہ سے ایک غلط تصویر بیٹھی ہوئی ہے تو اسی تحریف کے پیش نظر یہ ترجمہ کیا ہے۔ اب سورۂ فیل کی آیات کی غامدی صاحب کی تفسیر وتحریف کو ذرا دیکھ لیں۔ پہلی آیت کی تفسیر وتحریف میں یوں لکھتا ہے: ’’ابرہہ جب مکہ پر حملہ آور ہوا تو قریش کھلے میدان میں اس کے مقابلے کی طاقت نہ پاکر منیٰ کے پہاڑوں میں چلے گئے اور وہیں سے انہوں نے اس لشکر جرار پر سنگ باری کی، ان کی یہ مدافعت ظاہر ہے کہ انتہائی کمزور تھی، لیکن اللہ پروردگار عالم نے اپنی قوتِ قاہرہ اس میں شامل کردی اور اس کے نتیجے میں ہوا کے تند وتیز طوفان ’’حاصب‘‘ نے ابرہہ کی فوجوں کو اس طرح پامال کیا کہ وادیِ محصب میں پرندے دنوں تک ان کی نعشیں نوچتے رہے۔‘‘ (البیان:۲۳۹)

**تبصرہ:** ابابیل کی سنگ باری سے انکار کرکے قریش کی سنگ باری قرار دینا بڑی تحریف اور بڑی جہالت ہے۔ اس کے بعد سورۂ فیل کی تیسری آیت کی تفسیر وتشریح اور تحریف غامدی صاحب نے اس طرح کی ہے:

’’یہ ابرہہ کی فوجوں کی بے بسی سے کنایہ ہے، یعنی اللہ تعالیٰ نے ساف وحاصب کے طوفان سے اُنہیں اس طرح پامال کیا کہ کوئی ان کی لاشیں اٹھانے والا بھی نہ رہا، وہ میدان میں پڑی تھیں اور گوشت خور پرندے اُنہیں نوچنے اور کھانے کے لیے ان پر جھپٹ رہے تھے۔‘‘ (البیان:۲۴۰)

**تبصرہ:** ابابیل کی سنگ باری سے انکار کرکے ساف اور حاصب کا من گھڑت، بے مقصد اور سمجھ نہ آنے والا طوفان قرار دینا اور پھر ابابیل پرندوں کے ان کے گوشت نوچنے کی داستان گھڑنا اور ان

کی لاشوں پر جھپٹنا ایک تحریفی آدمی کی تحریف کا شاخسانہ ہے، شاعر نے کہا:

بک رہا ہوں جنوں میں کیا کیا      کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

پھر سورۂ فیل کی آیت: ۴ کی تفسیر وتحریف کر کے جناب غامدی صاحب فخر کرتے ہیں اور تمام مفسرین پر طنز کر کے لکھتے ہیں:

''اصل میں تَرْمِیْھِمْ ہے، یہ اس سے پچھلی آیت میں عَلَیْھِمْ کی ضمیر مجرور سے حال واقع ہے۔ ہوا کے تند وتیز تھپڑوں کے ساتھ ابرہہ کے لشکر پر آسمان سے جو سنگ باری ہوئی، اس کے لیے اگر غور کیجئے تو یہ لفظ نہایت صحیح استعمال ہوا ہے، پرندوں کے پتھر پھینکنے کے لیے- جس طرح کہ عام طور پر سمجھا جاتا ہے- اُسے کسی طرح موزوں قرار نہیں دیا جاسکتا۔ (البیان: ۲۴۰)

**تبصرہ:** تعجب اس پر ہے کہ اس تفسیر وتحریف سے غامدی صاحب کا مقصد کیا ہے؟ کبھی یہ شخص کہتا ہے کہ آسمان سے ابرہہ کے لشکر پر سنگ باری ہوئی، کبھی کہتا ہے کہ قریش نے پہاڑوں سے سنگ باری کی، کبھی کہتا ہے کہ ساف کے طوفان سے ان پر سنگ باری ہوئی، کبھی کہتا ہے کہ پکی ہوئی مٹی کے پتھر اُن کو مار رہے تھے۔ پھر تعجب بالائے تعجب یہ کہ انہیں خرافات کو اصل تفسیر قرار دے رہے ہیں اور تمام مفسرین کی تفاسیر کو غیر موزون کہتے ہیں۔ عجیب آدمی ہے، نہ اپنے وزن کو جانتا ہے اور نہ دوسروں کے وزن کو مانتا ہے، بس:

کس نمی داند کہ بھیّا کون ہے      پاؤ ہے یا سیر ہے یا پون ہے

سورۂ فیل کی پانچویں آیت کی تفسیر وتحریف غامدی صاحب نے اس طرح کی ہے:

''آیت کا مدعا یہ ہے کہ تمہاری مدافعت اگرچہ ایسی کمزور تھی کہ تم (قریش) پہاڑوں میں چھپے ہوئے اُنہیں کنکر پتھر مار رہے تھے، لیکن جب تم نے حوصلہ کیا اور جو کچھ تم کر سکتے تھے کر ڈالا تو اللہ تعالیٰ نے اپنی سنت کے مطابق تمہاری مدد کی اور ساف وحاصب کا طوفان بھیج کر اپنی ایسی شان دکھائی کہ انہیں کھایا ہوا بھوسا بنا دیا۔'' (البیان: ۲۴۱)

**تبصرہ:** اس شخص کی کم علمی پر میں کیا تبصرہ کروں؟ اپنے زعم میں تو وہ علامہ ہے، لیکن قرآن عظیم کی واضح تفسیر میں زورِ قلم سے اپنا جاہلانہ نظریہ بھی داخل کر دیتا ہے۔ بعض لوگ اس کو لفاظی، مقالہ نگاری اور قلم کاری کی بازیگری کی وجہ سے بڑا محقق سمجھتے ہیں، لیکن علمی میدان میں اس کی علمی سطح اتنی گری ہوئی ہے جس کے نیچے گرنے کے لیے کوئی جگہ نہیں ہے۔

سورۂ فیل میں غامدی کی کوشش یہ ہے کہ ابابیل کی سنگ باری کے ضمن میں جو معجزہ ظاہر ہوا ہے، اس کا انکار کرے، اس تک پہنچنے کے لیے جھوٹ پر جھوٹ بولتا اور لکھتا جا رہا ہے۔ غور کا مقام ہے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعینؒ، فقہاء اور مفسرین ومحدثین فرما رہے ہیں کہ ابرہہ کے لشکر کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے ابابیل نے اینٹی کنکریاں مار کر ہلاک کر دیا۔

اس کے برعکس غامدی صاحب جو کچھ گوہر افشانی کر رہے ہیں، وہ اوپر کی عبارت میں ناظرین نے دیکھ لیا۔ افسوس ہے ایسے بے علم شخص پر جس نے ساف اور حاصب جیسے الفاظ لاکر ایک فرضی طوفان بنا کر قرآن کریم کی تفسیر کے ساتھ جوڑ دیا۔ یاد رکھیے! جو شخص امت محمدیہ کے اکابر اہل اللہ کی تحقیر کرتا ہے اور ان سے الگ راستہ اختیار کرتا ہے، اس کی اسی طرح شرمساری اور خواری ہوجاتی ہے جو غامدی صاحب کی ہورہی ہے، کسی اللہ والے نے سچ کہا ہے:

چوں خدا خواہد کہ پردۂ کس درد　　　میلش اندر طعنۂ پاکاں برد

یعنی ''جب اللہ تعالیٰ کسی شخص کا پردہ چاک کرنا چاہتا ہے تو اس کے خیالات کو نیک لوگوں پر طعن کی طرف مائل کردیتا ہے۔''

## ''غثاء أحوىٰ'' کا غلط ترجمہ

سورۂ اعلیٰ کی دو آیات کا ترجمہ بھی غامدی صاحب نے غلط لکھا ہے، وہ دو آیات یہ ہیں: '' اَلَّذِیْ أَخْرَجَ الْمَرْعٰی ، فَجَعَلَهٗ غُثَاءً أَحْوٰی ۔'' (سورۂ اعلیٰ:۴-۵) غامدی صاحب نے ان آیات کا ترجمہ اس طرح کیا ہے: ''اور جس نے سبزہ نکالا، پھر اسے گھنا سرسبز وشاداب بنادیا۔'' (البیان:۱۶۵)

حضرت شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے ان آیات کا ترجمہ یہ کیا ہے: ''اور جس نے نکالا چارہ، پھر کرڈالا اس کو کوڑا کالا۔'' شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے یہ ترجمہ کیا ہے: ''اور جس نے نکالا چارہ، پھر کرڈالا اس کو کوڑا سیاہ۔'' شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے فارسی میں یوں عمدہ ترجمہ کیا ہے: ''وآنکہ برآورد گیاہ تازہ را، باز ساخت آں را خشک شدہ سیاہ گشتہ۔'' یعنی: ''جس نے تازہ چارہ نکالا، پھر اُسے خشک سیاہ بنادیا۔'' (بحوالہ ''غامدی مذہب کیا ہے؟''، ص:۶۸)

**تبصرہ:** غامدی صاحب کے اس غلط ترجمے پر میں کیا تبصرہ کروں؟ ایک طرف اس کے قلم کی مقالہ نگاری کا بلبل چمنستان چاردانگ عالم میں چہک رہا ہے اور دوسری طرف اس کی علمی گراوٹ اتنی پستی میں چلی گئی ہے کہ ہر صاحب علم کا سر شرم کے مارے جھک جاتا ہے، کہاں غامدی صاحب کے قلم کا وہ ظاہری کرّ وفر اور کہاں اس کے علمی مقام کا یہ مکروہ منظر؟ سچ ہے:

بہت شور سنتے تھے ہاتھی کی دم کا　　　جب ماپ لی تو ایک بالشت نکلی

## سورۂ بروج اور غامدی صاحب کی تفسیر وتحریف

'' قُتِلَ أَصْحَابُ الْأُخْدُوْدِ ، النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ ۔''

یہ سورۂ بروج کی آیت:۴ اور ۵ ہے۔ غامدی صاحب نے اس کا اس طرح عجیب ترجمہ کیا ہے:

''مارے گئے ایندھن بھری آگ کی گھاٹی والے۔'' (البیان:۱۵۷)

غامدی صاحب نے ان آیات کی تفسیر اس طرح کی ہے:

’’یہ قریش کے ان فراعنہ کو جہنم کی وعید ہے جو مسلمانوں کو ایمان سے پھیرنے کے لیے ظلم وستم کا بازار گرم کیے ہوئے تھے، انہیں بتایا گیا ہے کہ وہ اگر اپنی اس روش سے باز نہ آئے تو دوزخ کی اس گھاٹی میں پھینک دیئے جائیں گے جو ایندھن سے بھری ہوئی ہے، اس کی آگ نہ کبھی دھیمی ہوگی اور نہ بجھے گی۔‘‘ (البیان:۱۵۷)

**تبصرہ:** سب سے پہلے غامدی صاحب کے ترجمہ کو دیکھیں جو انہوں نے ایک تحریفی پس منظر کو ذہن میں رکھ کر کیا ہے، جس کا سمجھنا دشوار اور باعث الجھن ہے۔ ترجمہ وتفسیر دونوں ناظرین کے سامنے ہیں، مفسرین میں سے کسی نے ’’**اَلْأُخْدُوْد**‘‘ کا ترجمہ گھاٹی سے نہیں کیا۔ جو ترجمے میرے سامنے ہیں ان میں ’’**أُخْدُوْد**‘‘ کا ترجمہ کھائیاں سے کیا گیا ہے۔ شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے ان آیات کا ترجمہ اس طرح کیا ہے: ’’مارے گئے کھائیاں کھودنے والے، آگ ہے بہت ایندھن والی۔‘‘ (ص:۷۸۵)

اس ترجمہ کے بعد شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے مسلم شریف کی ایک لمبی حدیث کا ترجمہ کرکے ان آیات کی تفسیر کا تعین کیا ہے کہ دیگر واقعات کا احتمال بھی ہے، لیکن مسلم شریف اور ترمذی وغیرہ نے جو تفسیر پیش کی ہے، وہ اس غلام کا واقعہ ہے جس کا نام عبداللہ تامر تھا اور جادو سیکھنے کے بجائے راہب پر ایمان لایا اور پھر ایک انقلاب برپا ہوگیا۔ وقت کے ظالم بادشاہ نے کھائیاں کھود کر اس میں ایندھن بھروا کر آگ میں لوگوں کو ڈالا۔ ’’القاموس الوحید‘‘ میں لکھا ہے کہ: ’’**خَدَّ یَخُدُّ نَصَرَ یَنْصُرُ**‘‘ سے ہے، چنانچہ مولانا وحید الزمان قاسمی کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے تمام مادوں کو ذکر کیا ہے، ان میں کسی مادہ میں گھاٹی کا ترجمہ نہیں ہے، فرماتے ہیں: ’’**اَلْأُخْدُوْد**‘‘ لمبا گڑھا، خندق، زمین پھاڑنا، زمین کو ہل کے ذریعے سے کھودنا۔‘‘ (القاموس الوحید:ص:۴۱۳)

اب مفسرین ایک طرف جارہے ہیں، اہل لغت ایک طرف جارہے ہیں، احادیث مقدسہ کا نقشہ الگ سمت بتا رہا ہے اور غامدی صاحب ہیں کہ سرپٹ ایک الگ وادی میں گھوم رہے ہیں۔ وہ دیدہ ودانستہ عبداللہ تامر کی کرامت کو چھپا رہے ہیں۔ پھر افسوس اس پر ہے کہ ان کی علمی بنیاد اور قرآن فہمی کا معیار انتہائی کمزور ہے، بابا سعدی نے سچ کہا:

ترسم نہ رسی بکعبہ اے اعرابی ! کیں راہ کہ تُو میروی بترکستان است

’’اے دیہاتی! مجھے خطرہ ہے کہ تم کعبہ نہیں پہنچ سکو گے، کیونکہ تم جس راستے پر جارہے ہو یہ ترکستان کو جا نکلتا ہے۔‘‘

میں نے ابتدا میں لکھا ہے کہ غامدی صاحب اگر کچھ نہ لکھتے تو اللہ تعالیٰ کے ہاں ان سے نہ لکھنے کا سوال نہ ہوتا اور جب غلط لکھا ہے تو لامحالہ اس کا سوال ہوگا۔ میرے قلم میں غامدی صاحب کے لیے بے شک سختی ہے، اس کی دو وجوہات ہیں: ایک وجہ یہ کہ شاید غامدی صاحب کی وجہ سے جو لوگ غلط فہمی کا شکار ہیں یا ان کے خاص پیروکار ہیں وہ باز آجائیں۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ غامدی

صاحب کی غلط سوچ اور غفلت کی تہہ اتنی موٹی ہوچکی ہے کہ اس کے کاٹنے کے لیے کسی تیز دھار تلوار کی ضرورت تھی، میرے قلم کے ٹوٹے پھوٹے الفاظ کا تو غامدی صاحب اور ان کے مریدین مذاق اڑائیں گے اور کہیں گے کہ ان کی تحریر کا معیار بلند نہیں ہے۔

میں صاف کہتا ہوں کہ میں نے یہ مضمون تحریر کی بلندی یا پستی کے لیے نہیں لکھا ہے، بلکہ میں نے ایک خطرے کی نشاندہی کی ہے، تاکہ غامدی صاحب بھی اور ان کے پیروکار بھی اس خطرے کے برے انجام سے اپنے آپ کو بچائیں۔ ہدایت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے، جسے چاہتا ہے دیتا ہے۔ میرے قلم کی سختی کی وجہ یہ بھی ہے جو غامدی صاحب نے فقہاء اور اولیاء وعلماء کے خلاف تیز قلم چلانے کی وجہ اپنی کتاب ''برھان'' کے دیباچہ میں ایک شعر کی صورت میں لکھی ہے، شعر یہ ہے:

چمن میں تلخ نوائی میری گوارا کر　　　　که زہر بھی کبھی کرتا ہے کارِ تریاقی

میرا مقصد قطعاً یہ نہیں کہ میری تحریر اور مضمون کا کوئی جواب دے۔ جواب دینے کی ضرورت بالکل نہیں اور نہ میں کسی کا جواب پڑھوں گا اور نہ جواب الجواب میں پڑوں گا۔ اگر راہِ راست پر آنے کی کسی کو فکر ہے تو اس مضمون میں بہت کچھ ہے اور اگر کسی کو کوئی فکر ہی نہیں تو میں صرف یہ کہوں گا:

**لاینفع الوعظ قلباً قاسیاً أبداً　　　　وهل یلین بقول الواعظ الحجر**

یعنی ''سنگ دل انسان کو کبھی بھی نصیحت فائدہ نہیں دیتی ہے اور کیا کسی واعظ کے وعظ سے پتھر نرم ہوسکتا ہے؟''

البتہ میں مایوس نہیں ہوں۔ ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس تحریر و مضمون کو کسی کے لیے ہدایت اور راہنمائی کا ذریعہ بنادے:

مسافر راستہ دیکھے نہ دیکھے　　　　چراغ رہ گزر جلتا رہے گا

قرآن عظیم کی آیات کے تراجم اور تفاسیر میں غامدی صاحب نے جو روش اختیار کی ہے، یہ سرسید احمد خان کا طریقہ ہے، جس میں انکارِ حدیث بھی ہے اور معجزات کا انکار بھی ہے۔ یہ ورثہ سرسید سے حمیدالدین فراہی کو ملا اور ان سے امین احسن اصلاحی کو ملا اور ان سے جاوید احمد غامدی صاحب نے لیا۔

**(جاری ہے)**